صباحت مشتاق
اسکالر پی ایچ۔ڈی اردو، شعبہ اردو، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد۔

یوٹوپیائی اَدب اور نفسیات

Sabahat Mushtaq
Scholar Ph.D Urdu, Department of Urdu, National University of Modern Languages, Islamabad.

Utopia Literature and Psychology

Psychology is the study of human-mind where as literature is the criticism of life. Individuals combine society. In this way literature discuss all those angles of human life collectivily which psychology deals individually.Utopianism in social psychology is dicussed in the perspective of theory of escapism and furthure more in solipsism in phitosophy Utopian. Trend in psychology is considerd as a manifertatim of escape from unfulfilled desires and dreams in human-mind. As far as utopian-element in urdu-litrature written in 21st centuary are concerned, it is noticed that urdu-fiction is realistic depiction of society. But a colour of romance, idealism and utopian-state is observed in columns and poetry of 21st century Urdu-litrature. In literature, utopia is visualized through techniques of stream of consciousness, flash-back and free association of thought.

Key Words: *Flash-back, Stream of Conciousness, Utopia, Literature, Criticism, Psychology, Solipsism, 21st Century, Society.*

یوٹوپیا اور نفسیات:

یوٹوپیا کا لفظ سب سے پہلے تھامس مور نے ۱۵۱۶ء میں اپنی کتاب یوٹوپیا میں استعمال کیا تھا جس میں وہ (South Atlantic Occan) کے کنارے آباد ایک تصوراتی معاشرے کا ذکر کرتا ہے۔(Utopia) کا لفظ دو یونانی الفاظ no place (Outopos) اور (Good place) (utopos) سے مل کر بنا ہے اور یوں اس کا مطلب ایک ایسی جگہ ہے جو بیک وقت اچھی یا آئیڈیل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا وجود دنیا میں نہیں ہے۔ یہ ایک ماورائی اور تصوراتی جگہ ہے ایک طلسماتی جزیرہ جو مصنف کے خوابوں کی تصویر پیش کرتا ہے۔

> "Utopianisum in psychology functions as a totalizing totaliarin, as a manmer of speaking about society and human-beings that tends towards

homogeneity and totditarion through decontextualization of the text" (1)

علمِ نفسیات کی رو سے یہ (Utopianisum) کسی بھی معاشرے اور انسانوں کے متعلق ایک مجموعی گفتگو ہے۔ یہ ایک رویہ یا اظہارِ خیال ہے جو ہم آہنگی اور کلی تاثر دیتا ہے۔ زمان و مکان کے حوالے سے متن کی تخفیف کاری یا حقیقت سے ماورا اور حقیقت کو تصور یا خیال (fantasy) کے روپ میں بیان کرنا۔ استعارے اور علامتوں کی بھرمار سے لاشعور تک رسائی مل جاتی ہے۔ کسی افسانے یا ناول کی کہانی کے پلاٹ کی یہ مجبوری ہے کہ اس کو ایک خاص وقت اور ایک خاص مقام کی ضرورت ہوتی ہے لیکن (Utopian-Society) میں مصنف زمان و مکان کی قید سے آزاد ہو کر ایک ماورائی دنیا کی تشکیل کرتا ہے۔ جس کی بنیاد پر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ زمان و مکان تصوراتی ہوسکتے ہیں جس کو (antistate) کہا جاسکتا ہے۔ انسانوں اور مناظر کی منطقیت کو مصنف اپنے جذباتی تجربے کے زیرِ اثر منظر سے مقطع کر دیتا ہے اور یہ (Decontextualization of the text) میں تجرید اور شعور کی رو سے ذہنی عوامل کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔

یوٹوپیا کی تعریف:

"یوٹوپیا اُس عقیدے یا نظریے کا نام ہے جس کے ذریعے اخلاقی اصول وضوابط پر مبنی ایک مثالی ریاست کا قیام عمل میں لایا جاسکتا ہے۔ بالفاظِ دیگر یہ معاشرتی اور سیاسی سوالات کے جواب میں ایک مثالی اور غیر مرئی نقطۂ نظر کا نام ہے؟"

نوسٹلجیا اور یوٹوپیا کے رجحانات کی اردو ادب میں کارفرمائی نظر آتی ہے۔ یہ رجحانات چوں کہ انسانی ذہن کی صناعی ہے۔ اِس لیے ان کا تعلق علمِ نفسیات سے بھی ہے۔ ماہرِ نفسیات فرائیڈ نے تحلیل نفسی کے موضوع پر اپنے مضمون میں (Utopia) کی تعریف یوں کی ہے۔

"They cannot subsist on the scanty satisfaction, they escape from reality." (2)

جب وہ زندگی سے مطمئن نہیں ہوتے تو حقیقت سے فرار حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یوٹوپیا کا احساس ہماری سماجی زندگی کو بھی متاثر کرتا ہے۔ یہ رجحان ماضی یا خود ساختہ مستقبل میں ایسے لمحات اور مقامات کی تلاش پر آمادہ کرتا ہے جو موجودہ صورتِ حال کی ناگواری کو دور کرسکیں۔ یہ رجحان ایک راہِ فرار ہے موجودہ ڈسٹوپیا سے دونوں منفی رجحانات کا نظریہ فرایت کے پس منظر میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔ فراریت دراصل ایک معاشرتی

رجحان اور انسانی ذہن کی وہ خصوصیت ہے جس کی وجہ سے وہ زندگی کے حقائق سے خواب، خیال، تصور یا ایسے ہی دوسرے ذہنی افعال کی مدد سے فرار حاصل کرتے ہوئے حقائق سے چشم پوشی اختیار کرتا ہے۔ جب زندگی کی حقیقت اُن کے اطمینان کے لیے ناکافی ہوتی ہے تو وہ اس سے فرار حاصل کرتے ہیں۔

Theodor-Fontone once said.

> "His followers saw rest and wish-fulfilment as useful tools in adjusting traumatic upset. While later psychologist have highlighted role of various distractions in shifting unwanted moods especially anger and sadness."(3)

تھیوڈور فینٹنے کے مطابق بلواریا کے بادشاہ لوڈوگ وبگزین دیومالائی دنیا میں زندگی کے مسائل سے فرار حاصل کرنے کے لیے پناہ لیتا ہے۔ وہ اڑاس کے پیروکار آرام کرنے اور خیالی دنیا میں آباد ہونے کو غصے اور دوسرے جذباتی مسائل کا حل بتاتے ہیں۔ مختلف ماہرین نفسیات نے مزاج میں مختلف تغیرات جیسے ان چاہے موڈ مثلاً غصہ اور پریشانی کو دور کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ فرائڈ نے تصورات، خیالات خواب اور دوسرے ذہنی اعمال کو فرار کا ذریعہ بتاتا ہے۔

> "Escapisum as a manifestation of unfulfilled dreams, viewed by freud psychoanalysis."(4)

حقیقت فقط وہ ہے جس کو انسان کا دماغ قبول کرتا ہے۔ فرائڈ کے مطابق:

> Freud considers a quota of escapist fantasy a necessary element in life of humans."(5)

پاویسور کے مطابق:

> Utopia is an act of self-oblivence that overlaps reality."(6)

وہ اس رجحان کو فراریت کے قریب تر سمجھتا ہے جب کہ لنڈا ہچن ماضی کو انسان کی زندگی کا ناقابلِ فراموش حصہ سمجھتا ہے جس کو انسان اپنی ذات سے کبھی علیحدہ نہیں کر سکتا۔ ماہرینِ نفسیات کے مطابق یوٹوپیا کا لفظ کثیر معنوی ہے جو معاشرتی اور اجتماعی زندگی کے پہلوؤں کی تشکیل کرتا ہے۔ بعض اوقات یہ ایک کسک کی صورت میں بیدار ہوتا ہے جس کے اجزاء منتشر اور باہم مختلف ہوتے ہیں اور نجات دلانے کے لیے ایک راستہ سجھائی دیتا ہے۔ کچھ ناقدین کے مطابق یہ رجحان موجودہ صورتِ حال کے خلاف ایک مزاحمتی رویے کے طور پر سامنے آتا ہے

جو حقیقی صورتِ حال کی نفی کرتا ہے۔ روزمرہ زندگی کے وہ ناخوشگوار اور تلخ واقعات جن کو فرد بھلانا چاہتا ہے اور جس کے لیے یوٹوپیا کا سہارا لیتا ہے۔ جرمن فلاسفر (Ernest-Block) کے مطابق:

"Future is discovered in the longing of past as an unfulfilled promise. (7)"

ماضی کی آرزو میں مستقبل کو ایک نامکمل وعدے کے طور پر دریافت کیا جاتا ہے اور یہ وہ مقام ہے جب نوسٹلجیا اور یوٹوپیا باہم مدغم ہو جاتے ہیں کیوں کہ یوٹوپیا ایک آئیڈیل جگہ ہے اور جب مصنف ڈسٹوپیا جو کہ موجودہ ابتر صورتِ حال ہے سے خوابناک ماضی میں پناہ لیتا ہے تو یہ یوٹوپیا کی ایک صورت ہے۔ علم نفسیات میں یہ رجحان فرد کے اعصابی تناؤ سے نجات دلانے کے لیے اس کو خوابوں، خیالات تصور اور دوسرے ذہنی اعمال کے ذریعے حقیقی دنیا سے دور لے جاتا ہے۔

ماہر نفسیات فرائڈ اس کو انسانی زندگی کا اہم عنصر گردانتا ہے۔ ٹراما کی صورتِ حال میں یہ طریقہ کار کافی اچھے نتائج کا حامل نظر آتا ہے۔ ان چاہے موڈ مثلاً غصہ اور یاس کی کیفیت میں کسی قدر کمی کر کے اس کا (Catharsis) کر سکتا ہے۔

یوٹوپیا اور فلسفہ

(Psychologic utopia) کے اثرات (Descarte) کے (egocentricism) فلسفہ انانیت کے فلسفے پر نظر آتے ہیں۔ اور یوں نظر آتا ہے کہ دونوں نظریات کہیں نہ کہیں آپس میں ملتے ہیں۔ ڈسکارٹے نے اس نظریے کا پس منظر تشکیل دیا۔ جب وہ خدا کی رحمتوں کا ذکر کرتا ہے اور پیدائشی عقل و شعور جو خدا کی طرف سے عطا کردہ ہے۔ اس کو اپنے نظریہ (Theory of innate knowledge) کا نام دیتا ہے جس کو جدید ماہر علمیات (John-lock) نے اپنے الفاظ میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔

"What I know is the content of any own mind."

جو کچھ میں جانتا ہوں یہ میرے دماغ یا ذہن کی خداداد صلاحیت ہیں۔ اس کے اثرات .Sur) (Realisum کے نظریے پر نظر آتے ہیں جس میں حقیقت اور تصورات کے درمیان خلا کو پُر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ نظریہ ۱۹۲۰ء میں Albert-Giacomto نے پیش کیا کیوں کہ وہ خوابیدہ اور نئے انداز کے (abstract) فن کا حامی تھا۔ بنیادی طور پر یہ نظریہ سگمنڈ فرائڈ کے لاشعور کے نظریے سے متاثر نظر آتا ہے۔ (Theory of unconscious) جس کو وہ (Psychic automation) کا نام دیتا ہے۔ ایک ایسا عمل جو دماغ

کو ان تمام عقلی اور مفید اقدار سے آزاد قرار دیتا ہے اور اخلاقی اور جمالیاتی قوانین لاگو کرتا ہے۔ اس نظریے کے اثرات (F.H.Bradley) کے نظریہ solipsisn پر بھی نظر آتے ہیں۔ جو ۱۸۹۳ء میں پیش کیا گیا۔

> "Solipsism is extreme form of subjective idealism that deneies that human mind has any valid ground for believing in the existence of anything but itself."(8)

سولپسزم شدید نوعیت کی آئیڈیلزم کی صورت ہے جو اس حقیقت سے انکار کرتی ہے کہ سائنسی تحقیقات کے باجود انسانی ذہن کے وجود سے انکار کی کوئی ٹھوس وجہ سامنے نہیں آسکی اس نظریے کی بنیاد (F.H.Bradly) نے (Pansopianism) کے فلسفے پر رکھی جس کے مطابق انسانی ذہن ہمہ گیر (Omnisient) علم کا حامل ہے۔ وہ حتمی علم کے مرتبے پر فائز ہے اور یوں اس نظریے نے علمِ نفسیات میں بھونچال برپا کر دیا کیوں کہ یہ (Congnitive) ادراکی اور (Behaviiovrrism) کرداری نقطۂ نظر کی یکسر نفی کرتا نظر آتا ہے جو کہ سیکھنے کے عمل اور حصولِ علم کو ایک اکتسابی عمل قرار دیتے ہیں۔ لیکن (Pansopianism) (Trial and error) کی منطق کی نفی کرتے ہوئے انسان کے اشرف المخلوقات ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ اس نظریے کے حامی ایک عالمگیر نظامِ تعلیم کے داعی ہیں جس کی وجہ وہ یہ دیتے ہیں کہ تمام دنیا کے انسانوں کا ذہن یکساں صلاحیت کا حامل ہے۔ اس لیے ان کے لیے ایک عالمگیر تعلیم (Universal education) ہونی چاہیے جس کی دلیل میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی مدد سے نسلی اور علاقائی تفاوت کا قلع قمع ہو سکے گا۔ اس نظریے کے داعین یہ بات کرتے ہیں کہ چونکہ انسانی ذہن کی اختراع حتمی ہے۔ اس لیے اس کو کسی تجربے کی کسوٹی پر پرکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نظریہ فراریت (escapism) اور (Solipsism) کے نظریات کے مطابق (Utopia) چونکہ مصنف کے ذہن کی اختراع ہے اور انسانی ذہن حتمی مقام (absolute-position) پر فائز ہے۔ اس لیے انسانی ذہن جو کچھ بھی سوچتا ہے وہ سب سے بڑی حقیقت ہے۔

یوٹوپیا کو موضوعاتی عنوان سے مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ یوں تو موضوع اور عنوان کے پھیلاؤ کی بنیاد پر اس کی مزید اقسام بھی ہو سکتی ہیں مگر ماہرین نے اس کی گروہ بندی بلحاظ موضوع کچھ اس طرح سے کی ہے۔

۱۔ ٹیکنوکریٹک یوٹوپیا(Technocratic-utopia)

جس کے مطابق سائنسی اور تکنیکی انداز میں تیزی اور تبدیلی لاتے ہوئے معاشرتی مسائل حل کیے جاسکتے ہیں۔ اس نقطۂ نظر پر مبنی ادب کو سائنس فکشن کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ انگریزی ادب میں یہ تکنیک بیشتر ناولوں اور افسانوں میں استعمال کی گئی ہے مگر اردو میں سائنس فکشن محدود بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔

۲۔ سماجی یوٹوپیا

جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے اس سے مراد ایک ایسا معاشرتی نظام ہے جو نقائص سے مبرا ہو یا بالفاظِ دیگر معاشرتی نظام میں تبدیلی کے ذریعے عوام کے مسائل کا حل پیش کرکے ایک مثالی معاشرے کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔ جس کے دائرہ کار میں سیاسی، تاریخی اور ماحولیاتی یوٹوپیا آتا ہے۔(Thomas Moor) کا (Utopia) ایک (Sociopolitic al Utopia) تھا جبکہ H.G.Well نے اپنے (Modern Utopia) میں بھی سماجی اور معاشرتی نظام میں اصطلاحات لانے کی پیش کش کی ہے۔

۳۔ تانیثی یوٹوپیا

تانیثی یوٹوپیا ایک ایسی مثالی ریاست کا تصور پیش کرتا ہے جس میں تمام مسائل کا حل عورت کی آزادی میں مخصر ہے۔ اس میں عورت کو آزاد اور اس کے مستقبل کو بہتر دیکھنے کا خواہاں ہے۔ ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ عورت آبادی کا نصف بہتر ہے اور اس کی شمولیت کے بغیر کسی ترقی یا کسی بھی قسم کی بہتری کی توقع ممکن نہیں ہے۔ H.G.Well کے ماڈرن یوٹوپیا میں (Feminist Utopia) کے عناصر نظر آتے ہیں۔اردو ادب میں (Feminism) پر مبنی ادب جو عورتوں کے حقوق کی بات کرتا ہے اسی کی ایک کڑی ہے۔

۴۔ اسلاموٹوپیا

یہ ایک نئی اصطلاح ہے جو اسلاموفوبیا کے ردِ عمل میں سامنے آئی ہے۔ مغرب میں اسلاموفوبیا پر مبنی ادب اور تخلیقات کے خلاف ایک تحریک جس کے مطابق اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات اور نظریۂ حیات ہے اور موجودہ زندگی کے تمام مسائل اور ڈپریشن کا حل اس کے اندر موجود ہے۔ اسلامی تاریخ پر مبنی ناول اور کالم میں یہ نقطۂ نظر واضح نظر آتا ہے۔ تخلیقی (Format) لحاظ سے دیکھا جائے تو یوٹوپیا کو مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔(Paradise) جنت اَرضی

اِس میں مصنف ایک خیالی دنیا یا جنت ارضی کی تخلیق کرتا ہے۔ زمان و مکان کی قید سے آزاد وہ ایک خیالی دنیا بساتا ہے جو اس کے خوابوں میں ہے لیکن اس دنیا کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

۲۔(Externally altered world)

اِس میں مصنف حقیقی زندگی میں رہتے ہوئے اپنے خیالوں کی دنیا بساتا ہے۔ وہ کچھ دیر کے لیے اپنا رابطہ حقیقت سے یا کہانی کے پلاٹ سے قطع کرتے ہوئے اس میں من چاہی تبدیلی کا خواہاں نظر آتا ہے لیکن یہ بات بھی صحیح ہے کہ وہ حقیقی دنیا کو یکسر بدلتا نہیں ہے یا حقیقت کی نفی نہیں کرتا بس اپنی من چاہی تبدیلیاں لانے کی کوشش کرتا ہے۔ جن کو (decontextualization the text) کہا جاتا ہے۔

۳۔(Willed-Transformation)

یوٹوپیا کی اس قسم میں مصنف اپنی موجودہ زندگی یا حقیقی زندگی میں موجود ہوتے ہوئے اس کی کسی حد تک بدلنے کی کوشش کرتا ہے یا قارئین کے سامنے ایک بدلی ہوئی زندگی کا نقشہ پیش کرتا ہے۔

رومانویت اور یوٹوپیا

بظاہر رومانویت اور یوٹوپیا میں خاص فرق نظر نہیں آتا لیکن اگر گہرائی میں دیکھا جائے تو دونوں میں فرق ہے۔ (Wordsworth) کی رومانویت کے متعلق تعریف یہ ہے۔

> "Spontanious onerflow of powerful emotions recollected in tranquality"

ورڈز ورتھ کے نزدیک طاقتور جذبات کا اچانک اُبھرنا جس کو شاعرانہ زبان میں آمد کہا جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ شاعر یہ وضاحت دیتا ہے کہ ان جذبات کو بعد میں پر سکون انداز میں ترتیب دیا جاتا ہے جس کو رومانویت کہا جاتا ہے۔

جب کہ یوٹوپیا سے مراد ایک ایسی ریاست یا مثالی جگہ کا قیام عمل میں لانا ہے جو مثالی معاشرے پر مبنی ہو۔ یعنی یوٹوپیا مخصوص جگہ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ (Utopia) (decontextualization of text) میں مصنف کی تکنیک کا استعمال کرتا ہے۔ مصنف زمان و مکان کی قید سے آزاد ہو کر ایک خیال دنیا بساتا ہے لیکن اس دوران حقیقی دنیا سے رابطہ منقطع نہیں کرتا جب کہ رومانویت میں حقیقت سے آزاد ہو کر وہ اپنے تصورات میں کھو جاتا ہے۔

ادب اور یوٹوپیا

یوٹوپیا کے حوالے سے اگر ادب کو دیکھا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ دونوں یوٹوپیائی اور ڈسٹوپیائی ادب دراصل قیاس آرائی ادب کی وہ اقسام ہیں جو معاشرتی اور سیاسی ڈھانچے کو زیر بحث لاتی ہیں۔ یوٹوپیائی ادب ایسا منظر نامہ پیش کرتی ہے جو مصنف کے خیالات و جذبات سے مطابقت رکھتا ہے اور ایسی سچائی پیش کرتا ہے جو قاری کے دل میں گھر کر جائے۔ ادب میں یوٹوپیا ایک جنت ارضی ہے ایک مکمل معاشرہ جہاں سب کچھ ٹھیک ہے بلکہ مثالی ہے۔ یوٹوپیائی ادب دراصل معاشرے میں موجود مسائل کی نشاندہی کے ساتھ کہانی کے انداز میں ان کا حل بتاتا ہے۔

انگریزی ادب میں سب سے پہلے اس لفظ کا استعمال تھامس مور نے اپنی کتاب یوٹوپیا میں کیا تھا لیکن ایسا نہیں ہے کہ اس نے یوٹوپیا کا تصور سب سے پہلے ادب میں روشناس کرایا۔ اس سے قبل ۳۷۰ قبل مسیح میں افلاطون نے اپنی کتاب (Republic) ریاست میں ایک مثالی معاشرے کا تصور پیش کیا تھا۔ ادب میں یوٹوپیا کی صورت میں باغ عدن کا منظر پیش کیا جاتا ہے جیسے ملٹن نے (Paradise Lost) اور (Paradise Regained) میں پیش کیا تھا۔ ۳۰۰ قبل مسیح میں Zeno نے بھی (Republic) کے نام پر ایک کتاب لکھی جو (Stoicism) کے اصولوں پر تشکیل کردہ معاشرے کی کہانی ہے۔ (Euhemerus) نے ایک مثالی جنت ارضی کا نمونہ پیش کیا ہے۔ (Sacred History) کے نام سے (Islands of the Sun) کے نام سے یوٹوپیائی ناول جس میں مثالی جزیرے اور اس کے باسیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ۱۸ ویں صدی میں انگریزی ادب پر نظر دوڑائی جائے تو ڈینل ڈیفو کا روبن سن کروسو (Robinson Crusue) اور Swift کا (Gulliver's Travel) نمایاں نظر آتا ہے۔ ۱۹ ویں صدی میں (Charles Fourier) کا (Theory of Movements) اور (Henry James) کا The Empire of the Nairs میں یوٹوپیائی عناصر نظر آتے ہیں۔

یوٹوپیائی ادب کی خصوصیات

یوٹوپیائی ادب میں مندرجہ ذیل خصوصیات نمایاں نظر آتی ہیں۔

۱۔　کسی اور حقیقت کی موجودگی میں الگ تھلگ دنیا جس کا اپنا انتظام و انصرام ہے۔ عام طور پر یوٹوپیائی ادب میں وقت کی توسیع نہیں ہوتی۔ ایسے لگتا ہے کہ مصنف کا تخلیق کردہ معاشرہ گویا خاموشی میں جم گیا ہے۔

۲۔ مصنفین تاریخی پس منظر سے دلچسپی نہیں رکھتے بلکہ اپنی دنیا بناتے ہیں۔ حقیقی دنیا کی حدود پر بھروسہ نہیں کرتے جس کی وجہ سے اس کی کوئی تعمیری اساس نہیں ہوتی۔ یہاں سب کچھ مصنف کے تخیل پر تخلیق کیا جاتا ہے۔

۳۔ یوٹوپیا کسی بھی قسم کے اندرونی تنازعات سے مبرا نہیں ہے۔ لوگ نظام کو مانتے ہیں اور اس سے خوش ہیں لیکن یہ مکمل اتفاقِ رائے ان کو انفرادیت سے خالی، جامد، بے رنگ اور بے جان بنا دیتا ہے۔

۴۔ اس صنف کے ناولوں میں طنزیہ عنصر حقیقی دنیا ہے جو مصنف اور فلاسفر ابن بردیاف نے دوسری صورت میں سوچا۔ اس نے استدلال کیا ہے کہ مستقبل کی ترقی کے لیے یہ ایک ذریعہ یا طریقہ ہے۔ جو حقیقت سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ بردیاف نے لکھا کہ انسانی فطرت ایسی ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں بہترین پر یقین رکھنا ضروری ہے۔

اردو ادب اور یوٹوپیا

یوٹوپیا کی اصطلاح قدیم یونان سے درآمد ہوئی اور اس کا مطلب ہے ایسی جگہ جو وجود نہیں رکھتی۔ ادب کی یہ صنف سائنس فکشن سے قریب تر ہے۔ صدیوں سے دنیائے ادب اس قسم کے تصورات سے واقف تھی لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیائے ادب میں یہ صنف تھامس مور کی بدولت پھیلی۔ تھامس مور سے پہلے افلاطون نے اپنی کتاب ریاست (Republic) میں یہ لفظ استعمال کیا جس میں وہ اپنی رائے میں طاقت کے پروٹو ٹائپ کے لی سپارٹا کے سیاسی ڈھانچے کا استعمال کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے ریاست کی منفی خصوصیات کا ذکر کرنے سے گریز کیا ہے۔ ادب میں یوٹوپیا کا یہی ابتدائی تصور ہے۔ اس صنف کے قصوں اور ناولوں نے ہمیشہ مستقبل کا اندازہ کرنے اور قاری کے منشور کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یوٹوپیا مستقبل کی مختلف صورتیں دکھاتا ہے۔ معاشرے کی نقل و حرکت کو متوجہ کرتا ہے۔ اس قسم کے موضوعات پر مبنی ادب کو (Escapisem-Literature) یا (Utopian Literature) کہا جاتا ہے۔

ڈسٹوپیا اور یوٹوپیا

یہ اصطلاح یوٹوپیا کے متضاد ہے۔ اس لفظ سے مراد منفی عوامل پر مبنی ریاستی نظام ہے جو یوٹوپیا کے وجود کے امکان سے انکار کرتا ہے۔ ڈسٹوپیا کا مطلب ہے "بری جگہ" کسی بھی مذہب کے پیروکار اپنے مذہب، اس کی عبادات اور ان کے تحت تشکیل کردہ معاشرہ کو عظیم انسان یوٹوپیا سمجھتے ہیں۔ جیسے کہ اسلام کے متعلق یوٹوپیا کو

اسلاموٹوپیا کہا جاتا ہے جس کے مطابق اگر تمام مسلمان قرآن پاک کے احکامات پر عمل کریں تو ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کی جا سکتی ہے۔ مختلف علاقائی داستانوں یہاں تک کہ پریوں کی کہانیوں میں بھی کسی حد تک یوٹوپیا عنصر پایا جاتا ہے۔

جہاں تک اردو ادب کا تعلق ہے اس کو اسلوب اور موضوع کے اعتبار سے دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ افسانوی ادب ۲۔ غیر افسانوی ادب

افسانوی ادب کے دائرہ کار میں افسانے، ناول اور ڈرامے شامل ہیں جب کہ غیر افسانوی ادب حقیقت کی غمازی کرنے کے ساتھ ساتھ مصنف کے نقطۂ نظر اور دلی کیفیات کا بھی عکاس ہوتا ہے۔ اس کے دائرہ کار میں سفر نامے، کالم اور انشایئے شامل ہیں۔

ایک تخلیق کار معاشرے کے متعلق اپنے ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے اصلاح احوال کے لیے جو تجاویز پیش کرتا ہے یا یوں کہیے کہ مستقبل کے بارے میں جو پیشین گوئی کرتا ہے۔ اس کی تحریروں میں جہاں ڈسٹوپیائی عناصر نظر آتے ہیں وہیں ہر وہ ایک مثالی معاشرے کے متعلق اپنا نقطہ نظر بھی پیش کرتا ہے۔ ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کے لیے موجودہ حالات میں وہ کن تبدیلیوں یا اصطلاحات کا خواہاں ہے۔ یہ سب کچھ اس کا یوٹوپیا ہی تو ہے۔ بقول خورشید ندیم:

"یہ لوگ خوابوں کی سوداگری کرتے ہیں۔ کچھ لوگ معاصر مغرب کے قصے سناتے ہیں اور کچھ ماضی کی کہانیاں۔"[(۹)]

یہ بھی حقیقت ہے کہ قدیم زمانے سے ہی انسان کے ذہن میں یوٹوپیائی تصورات موجود تھے لیکن ان تصورات کو ماضی اور مستقبل سے منسوب کرنے کی بجائے خوشحالی اور مثالی معاشرے سے نسبت دی گئی اور وقت کی قید سے آزاد کر دیا گیا۔ جہاں تک اردو ادب کا تعلق ہے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ ناول اور افسانے میں رومانوی عناصر کی موجودگی تو بہت نظر آتی ہے۔ قدیم داستانوں میں یوٹوپیائی عناصر نظر آتے ہیں اور اردو ناول بھی ان داستانوں کی ترقی یافتہ اور بدلی ہوئی شکل ہے۔ داستان اور ناول میں اسلوب کے ساتھ جو بنیادی فرق ہے وہ موضوع کا ہے۔ داستانوں کی رومانیت کی جگہ ناول کی حقیقت پسندی نے لے لی۔ ناول معاشرے کے مسائل کی حقیقی تصویر کشی کرتا ہے۔ کئی مقامات پر مصنف کی روشن خیالی کی جھلک کہانی میں نظر آتی ہے لیکن اگر یہ کہا جائے کہ مصنف نے ایک خیالی یا مثالی

معاشرے کے خد وخال پیش کیے ہیں اور حقائق سے چشم پوشی کی ہے تو یہ رجحان اردو ناولوں میں زیادہ تر نظر نہیں آتا ہے۔

۲۱ ویں صدی میں اردو ناول کے حوالے سے اس رجحان کا جائزہ لیا جائے تو یہ بہت کم نظر آتا ہے۔ اختر سلیمی کے ناول "جاگے ہیں خواب میرے" میں اگرچہ یوٹوپیا یا ناسٹلجیا کا رجحان تو نہیں نظر آتا ہے لیکن مصنف نے وقت کی تقسیم کو بڑے دلچسپ انداز سے کہانی کے پلاٹ سے منسلک کیا ہے۔ یوں ناول کی کہانی میں ماضی سے حال یا حال سے ماضی کی جانب سفر کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے لیکن مذکورہ ناول میں ایک ہی کردار بیک وقت ماضی، حال اور مستقبل میں زندہ اور متحرک ہے۔ "دکھیارے" ناولٹ اَنیس اشفاق کے قلم سے نکلا یہ ناول ماضی پرستی یعنی ناسٹلجیا کے عنصر پر مبنی ہے۔ ایک نیم پاگل کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے مصنف لکھنؤ کی عظیم اور شاندار تہذیب کا نوحہ تحریر کرتا ہے۔

شمس الرحمٰن فاروقی کا تحریر کردہ ناول "کئی چاند تھے سرِ آسمان" میں ماضی پرستی نظر آتی ہے۔ مصنف نے یہ ناول مشہور شاعر داغ دہلوی کی زندگی پر لکھا۔ اگر ناول میں یوٹوپیائی عناصر کی بات کی جائے تو ایک ہی ناول سامنے آتا ہے۔ اور وہ بھی ترجمہ شدہ۔ شرف عالم ذوقی کے قلم سے نکلا سائنس فکشن جو ۲۰۰۵ء میں ترجمہ کیا گیا۔ "ہوکی مان کی دنیا" یہ ایک بچے کا یوٹوپیا ہے۔ ناول میں بچوں کے نفسیاتی ہیجانات کے بارے میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی کا دوسرا ناول جو اکیسویں صدی میں شائع ہوا اس کا نام قبض زمان تھا۔ اس میں فاروقی نے وقت کی تقسیم کو مختلف انداز سے زیرِ بحث لایا ہے جس کو اس نے آفاقی اور زمانی کا نام دیا ہے۔

اردو ادب میں شائع ہونے والے افسانوں کا ذکر کیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ افسانہ ادب میں حقیقت نگاری کا دوسرا نام ہے۔ اردو افسانے اور حقیقت نگاری لازم و ملزوم ہیں۔ اردو افسانہ نگار جیسے منشی پریم چند، سعادت حسین منٹو، بانو قدسیہ، اشفاق احمد، سب حقیقت نگار ہیں۔ ۲۱ ویں صدی میں شائع ہونے والے افسانوں کا ذکر کیا جائے تو ڈاکٹر انور سجاد کے افسانوی مجموعے "سورج کو ذرا دیکھ" میں شامل افسانوں میں کرداروں کا نفسیاتی تجزیہ نظر آتا ہے۔

بقول شمس الرحمٰن فاروقی:

"انور سجاد کے افسانے تاریخ نہیں بنتے بلکہ اس سے عظیم تر حقیقت بنتے ہیں"(۱۰) انور سجاد حقیقت سے ماورا حقیقت کو (fantasy) کے روپ میں بیان کرتے ہیں َاستعاروں

اور علامتوں کی بھر مار سے تحت الشعور کو بے نقاب کرتے ہوئے لاشعور تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ ناول یا افسانے کی کہانی کی یہ مجبوری ہوتی ہے کہ اس کو ایک خاص وقت اور خاص مقام کی ضرورت ہوتی ہے لیکن انور سجاد کے مذکورہ افسانوں میں یہ مقام تصوراتی ہوتا ہے اور یوں وہ اپنا یوٹوپیا تشکیل دیتا ہے۔ جس کو تکنیکی زبان میں(antistate) کہا جاتا ہے۔ انور سجاد کے افسانے "چوراہے" میں انسان کی بے چینی ڈسٹوپیا ہے اور اس کا سیاق و سباق آفاقی ہے جو انسانی تاریخ ہے۔ انور سجاد نے اس افسانے میں (surrealistic) تکنیک کا استعمال کیا جاتا ہے۔ انسانوں اور مناظر کی منطقیت کو مصنف نے اپنے جذباتی تجربے کے زیر اثر پس منظر سے منقطع کر دیا ہے اور یوں زمان و مکان کی قید سے آزاد ہو کر یوٹوپیا تشکیل دیتاہے اور یہی (decontextualization of text) کہانی کے عمل کو کبھی ماضی اور کبھی مستقبل میں لے جا کر اس کا یوٹوپیا یافت ارضی تشکیل دیتا ہے۔ تحریر شعور کی رو اور فنٹیسی کا استعمال ڈاکٹر انور سجاد کو کافکا سے مماثل کرتا ہے۔ ڈاکٹر انور سجاد کے افسانے جن میں یہ رجحان نظر آتا ہے ان میں "سورج کو ذرا دیکھ"، "تلاش وجود"، "رات کے مسافر" اور "زرد کونپل" شامل ہیں۔"(۱۱)

۲۱ویں صدی میں تحریر کردہ سفر ناموں کا اگر ذکر کیا جائے تو مستنصر حسین تارڑ کا نام سرِ فہرست نظر آتا ہے۔ بقول پروفیسر شاہد کمال "مستنصر سفر نامے کو زندگی اور انسانی نفسیات سے جوڑ کر پیش کرتا ہے" مستنصر حسین تارڑ کے بقول "اُنھوں نے"، "نکلی تیری تلاش میں"، "بیجوں کی دکان پر بیٹھ کر لکھا۔ سفر نام احساس کا نام ہے اس لیے بیان کردہ مناظر کو کیفیت کے ساتھ بیان کرتا ہے تو قاری کو اس میں مبالغے کا عنصر نظر آتا ہے۔ مستنصر حسین تارڑ مناظر کو ری لائیو کرتے ہیں۔ انیس ناگی کے بقول۔ "انھوں نے پیرس کی سڑکوں کے نام غلط لکھے ہیں۔ وہ شاید اپنی اندر کی دنیا، من چاہی دنیا کو ان سفر ناموں میں بیان کرتے ہیں۔ اپنے یوٹوپیا کو اس طرح حقیقت کا روپ دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے سفر ناموں میں افسانوی عنصر غالب نظر آتا ہے۔ وہ قاری کو اپنے دل کی دنیا دکھانا چاہتا ہے۔ افغانستان سے عشق، تاریخ، سارنگی ساز اور صوفیانہ عناصر شامل کر کے اپنے یوٹوپیا کو سامنے لاتا ہے۔ ان کے تازہ سفر نامے "منہ ول کعبے شریف دیئیں" میں اسلامو ٹوپیا کا رجحان سامنے آیا ہے۔ اس کے علاوہ سفر ناموں

"ہنزہ داستان"، "سفر شمال کے" اور "چترال داستان" میں ان کی رومانویت پسندی کھل کر سامنے آتی ہے جو سفر نامے کو مقصدیت سے نکال کر جذباتیت کی خصوصیت عطا کرتا ہے۔

جہاں تک اردو شاعری میں یوٹوپیا کا تعلق ہے تو اس ۲۱ ویں صدی میں ناصر کاظمی کی غزلوں میں جہاں دکھ، اداسی، تنہائی کی فضا نظر آتی ہے وہیں پر ایک خیالی جزیرے کا وجود ہمیں نظر آتا ہے یہ جزیرہ ناصر کاظمی کے اندر موجود تھا۔ لیکن وہ اسے ایک ہیکر بنا دینا چاہتا تھا جسے انسانی آنکھ دیکھ سکے اور چھو سکے۔ جہاں انسانی دکھ درد کی گرد جھاڑ کر بہتی ندی کے ٹھنڈے پانی میں پاؤں ڈال کر پرندوں کے گیت سن سکے۔ یہی جزیرہ اس کی آئیڈیالوجی ہے۔ یہ ناصر کاظمی کی جمہوریہ اور یوٹوپیا تھی۔

احمد ندیم قاسمی اور فراز احمد فراز کی شاعری میں بھی ایک تصوراتی دنیا کا وجود نظر آتا ہے۔ ایک روشن خیالی اور صبح امید کا احساس۔

احمد ندیم قاسمی کا یہ شعر اس کی روشن خیالی کی تصویر پیش کرتا ہے۔

خدا کرے میرے ارضِ پاک پر اترے
وہ فصلِ گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو

احمد فراز کے ہاں بھی محبوب کا تخیل، تخیلاتی جگہ اور زندگی کے مسائل سے فرار نظر آتا ہے۔ ان کے شعری مجموعے "تنہا تنہا، جاناں جاناں، شہر میں آس تیز میں تخیلاتی فضا نظر آتی ہے۔ احمد فراز کی یہ غزل بطور خاص ایک یوٹوپیا کا منظر پیش کرتی ہے۔

سنا ہے دن کو اسے تتلیاں ستاتی ہیں
سنا ہے رات کو جگنو ٹھہر کے دیکھتے ہیں

سُنا ہے اس کے شبستاں سے متصل ہے بہشت
مکیں ادھر کے بھی جلوے اِدھر کے دیکھتے ہیں

اگرچہ زور ہواؤں نے ڈال رکھاہ ے
مگر چراغ نے لو کو سنبھال رکھا ہے

ہوا میں نشہ ہی نشہ فضا میں رنگ ہی رنگ
یہ کس نے پیرہن اپنا اچھال رکھا ہے

فراز عشق کی دنیا تو خوب صورت تھی
یہ کس نے فتنہ ہجر و وصال رکھا ہے

۲۱ویں صدی میں ہونے والی کالم نگاری کی اگر بات کی جائے تو اس میں عطاء الحق قاسمی کا نام سر فہرست ہے۔ وہ اقتباسی کالم کے حوالے سے زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔

اقتباسی کالم میں ایک واقعہ یا فرد فی الاصل پوری ایک نوع قائمقام بن جاتا ہے۔ واقعے کا استعمال از راہ مزاح کے لیے نہیں بلکہ اجتماعی رویے کی نشاندہی کرتا ہے جن کو Satire کہتے ہیں۔ عطاء الحق قاسمی نے اپنے کالم میں اپنے یوٹوپیا کا ذکر کچھ اس انداز میں کیا ہے۔

خوشیوں کا اِک نگر آباد ہونا چاہیے
اس نظام زر کو اب برباد ہونا چاہیے

ان اندھیروں میں بھی منزل تک پہنچ سکتے ہیں ہم
جگنوؤں کو راستہ تو یاد ہونا چاہیے

اوریا مقبول جان ضرب مؤمن اور جنگ اخبار کے کالم نگار ہیں جو سماجی مساوات پر یقین رکھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ اور واقعہ کربلا کی مثالیں دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ علامتیں صدیوں میں بنتی ہیں۔ ان کے ایک کالم کا حوالہ ہے۔

"طوفان مغرب میں صرف ایک ہی راستہ ہے کہ مراکش سے لے کر برونائی تک تمام مسلمان ادیب، شاعر، فلسفی اور فنونِ لطیفہ کے ماہرین کا علم سکولوں کے نصاب میں شامل کیا جائے جب تک سکندرِ اعظم کی جگہ عمر بن خطاب اور نپولین کی بجائے صلاح الدین ایوبی ہمارے نصاب کی زینت نہیں بنتے۔ ہم بکھرے رہیں گے اور ہم پر دنیا حکومت کرتی رہے گی۔ ہمارے شہر برباد کرتی رہے گی۔ "(۱۱)(ضربِ مؤمن، ۲۰ دسمبر۲۰۱۹ء)

ہارون الرشید کے ہاں بھی اسلامو ٹوپیا نظر آتا ہے۔

"یہ ملوکیت کی سرزمین ہے۔ غلامی، شخصیت پرستی اور احساسِ کمتری، صدیوں سے ایسا ہی ہوتا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔"(۱۲)(منگل ۲۲ دسمبر ۲۰۲۰ء)

واقعات بیان کرتے ہوئے نتائج اخذ کرتے ہیں۔

حاصل مطالعہ:

اکیسویں صدی کے ادب میں فرد کی داخلی کشمکش نمایاں ہے۔ عصر حاضر کے مسائل جن کو ادب کی زبان میں ڈسٹوپیا کہا جاتا ہے سے راہِ فرار کی کوشش میں فرد یوٹوپیا اور ناسٹلجیا جیسے رجحانات کی طرف راغب نظر آتا ہے۔ ان رجحانات کی عکاسی عصر حاضر کے ادب میں بھی نظر آتی ہے۔ بطور خاص ۲۱ویں صدی کی شاعری میں رومانویت، آئیڈیلزم اور یوٹوپیائی رجحان نمایاں نظر آتے ہیں۔ ۲۱ویں صدی کے کالم نگاروں کے ہاں بھی ایک مثالی ریاست کی تصویر ہے جو موجودہ ڈسٹوپیا کا حل سمجھاتی ہے۔

حوالہ جات

1. “An outline of psychoanalysis” by Sigmund-Freud, London, 1949, P.14
2. " " " P.50
3. “Essay on Psychology” by Sigmund_Freud, published on 23rd Sep, 2019. www.kessay.com
4. " " " P. 56
5. " " " P.60
6. “Freud and Psycho analysis” Boerce, C.Gorge, 2000, London, P.510

7. " " " P. 512
8. "Appearance and Reality" by F.H. Bradly, 2nd- edition, 1897, London , P.101

۹. تکبیر مسلسل "روزنامہ دنیا، خورشید ندیم، ۲۰ اکتوبر ۲۰۲۰
۱۰. شمس الرحمٰن فاروقی کی تنقیدی نگاری، محمد منصور عالم، ممتاز احمد پرنٹر، آرٹس کریم گنج بودھ گیا، نومبر، ۲۰۰۷ء
۱۱. "مجھے ہے حکمِ اذان" اوریا مقبول جان، ضرب مومن، ۲۰ دسمبر ۲۰۱۹ء
۱۲. "ناتمام" ہارون رشید، روزنامہ جنگ، منگل ۲۲ دسمبر ۲۰۲۰

References in Roman Script

1. "An outline of psychoanalysis" by Sigmund-Freud, London, 1949, P.14
2. " " " P.50
3. "Essay on Psychology" by Sigmund_Freud, published on 23rd Sep, 2019. www.kessay.com
4. " " " P. 56
5. " " " P.60
6. "Freud and Psycho analysis" Boerce, C.Gorge, 2000, London, P.510
7. " " " P. 512
8. "Appearance and Reality" by F.H. Bradly, 2nd- edition, 1897, London , P.101
9. Takbir Musalal, Roznama Duniya, Khursid Nadim, 20 Oct 2020
10. Sham ur Rehman Farooqi ki tanqeedi nigari, Muhammad Mansoor Alam, Mumtaz Ahmed Printers, Arts Karim Ganj Bodh gea, Nov 2007
11. "Mujhy hy Hukam e Azan" Oraya Maqbool Jan, Zarb e Momin, 20 Dec 2019
12. "Na Tamam", Haroon Rashid, Roznama Jang, Tuesday, 22 Dec 2020.